اسلام دہشت گردی کا نہیں،

امن وسلامتی کا مذہب ہے۔

از: سید شمیم کاظم

ممبر قومی اقلیتی کمیشن حکومت ہند، نئی دہلی

درحقیقت اسلام وہ مذہب ہے جس نے ہمیشہ امن وسلامتی اور صلح وآشتی کا پیغام دیا ہے اور انسانی دنیا کو اس حقیقت کی طرف متوجہ کیا ہے کہ دنیا کے بنانے والے نے اس دنیا میں جو کچھ بھی پیدا کیا ہے وہ سب کچھ انسان کے لئے ہے کیونکہ انسان ان تمام چیزوں میں سب سے زیادہ قیمتی اور اہمیت والا ہے وہ اشرف المخلوقات ہے۔ یہ زمین، یہ آسمان، یہ چاند، یہ تارے سب کچھ انسان کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ پس اگر انسان نہ ہو تو یہ دین ومذہب اور یہ آئین وقوانین سب بے سود ہو جاتے ہیں۔ شاید اسی وجہ سے اسلام کی مقدس کتاب قرآن نے خدا کو کسی جماعت ملک یا قوم سے نہیں جوڑا بلکہ ربّ العالمین کہا ہے اور پیغمبر عظیم الشان حضرت محمد مصطفیٰ کو بھی کسی ذات یا جماعت کے دائرہ میں محدود رکھنے کے بجائے رحمت العالمین کہا ہے۔ اور نسلی تعصب وبھید بھاؤ کو رد کرتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ اے انسانو! تمہارے درمیان اکرم یعنی ''مہاتما'' وہ ہے جو برائیوں سے سب سے زیادہ دوری اختیار کرتے ہوئے اپنے پالن ہار و پروردگار سے ڈرتا ہے۔

قرآن پاک کی سورۂ مائدہ میں ایک مقام پر اسلام کو سُبُلَ السّلام کہا گیا ہے یعنی امن وسلامتی کا راستہ، اسی طرح دوسرے مقام پر سورۂ بقرہ میں ارشاد ہوا ہے لآ اِکراہ فِی الدِّین یعنی دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے۔ قرآن نے یہ اعلان کر کے صاف طور پر بتادیا ہے کہ مذہبی جارحیت سے اسلام کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اسلام امن وسلامتی کو انسانیت کی فلاح وبہبود کے لئے بنیادی ضرورت قرار دیتا ہے اور اس کی قطعی اجازت نہیں دیتا کہ ایک انسان دوسرے انسان کے جان ومال پر حملہ کرے اگر کوئی انسان کسی کو قتل کردے تو گویا اس نے سارے انسانوں کو قتل کر دیا اور اگر

کسی نے ایک جان کو بچالیا تو گویا اس نے سارے انسانوں کو زندہ بچالیا۔ اس واضح بیان اور ارشادات نبویؑ کے بعد بھی کیا اس بات کی مزید وضاحت کی کوئی ضرورت باقی رہ جاتی ہے کہ اسلام دہشت گردی کا نہیں امن و سلامتی کا مذہب ہے، نفرت وعداوت کا نہیں عشق و محبت کا مذہب ہے، وہ ایک بے گناہ انسان کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیتا ہے اور اس بے گناہ کا مسلمان ہونا کوئی ضروری نہیں۔

پیغمبر اسلام کی حدیث ہے کہ اگر کوئی مرد مسلمان کسی ذمی یعنی غیر مسلم شہری کو اذیت پہونچاتا ہے تو قیامت کے میدان میں اس مرد مسلمان کے مقابلے میں، میں اس غیر مسلم کی حمایت کروں گا۔ کیا پیغمبر کے ان کھلے ہوئے بیانات اور قرآن کی آیات میں موجود حقائق کو دیکھنے کے بعد بھی اس پروپگنڈہ پر یقین کیا جاسکتا ہے کہ اسلام تشدد اور دہشت گردی کا مذہب ہے؟! سچ تو یہ ہے کہ اسلام اور تشدد دونوں میں غیر معمولی تضاد پایا جاتا ہے۔ جہاں اسلام کی شکل میں امن و سلامتی کا پیغام موجود ہو وہاں دہشت گردی کا گذر ہی نہیں ہو سکتا ہے۔

اسی طرح اسلام نے جنگ پر صلح کو ترجیح دی ہے۔ قرآن پاک کے سورۂ انفال میں بیان کیا گیا ہے "دیکھو اگر دشمن صلح کی طرف جھکیں تو تمہیں چاہئے کہ تم بھی اسی کی طرف جھک جاؤ اور ہر حال میں اللہ پر بھروسہ رکھو جو سب کی سنتا اور سب کچھ جانتا ہے۔ پیغمبر اکرم نے اپنے اللہ کے اسی فرمان کے پیش نظر اسلام کے دشمنوں کے ساتھ "صلح حدیبیہ" نامی معاہدہ کیا جس میں انہوں نے اپنے دشمنوں کی تمام شرطوں کو تسلیم کرتے ہوئے آج کی اصطلاح میں دب کر صلح کی تھی لیکن اللہ نے اسی صلح کو کھلی ہوئی فتح کے نام سے یاد کیا۔

انسانی تاریخ گواہ ہے کہ اسلام امن و آشتی اور صلح و سلامتی کا پیغام لے کر آیا ہے اور اس نے دہشت گردی کی نہیں بلکہ آدمیت کی علمبرداری کی ہے۔ اس نے آج سے چودہ سو برس پہلے ہی یہ اعلان کر دیا تھا کہ اگر انسان واقعی "انسان کامل" کا درجہ حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کو ہر حال میں خوش اخلاق ہونا چاہئے کیونکہ حسن اخلاق قتل و غارتگری، لوٹ کھسوٹ اور بے گناہوں کے قتل عام کی نہیں بلکہ بات چیت اور گفتگو و مذاکرہ کے ذریعہ ایک دوسرے کو سمجھنے اور سمجھانے کی دعوت دیتا ہے۔ ہمارے پیغمبر نے اپنے عمل سے جو پیغام دیا ہے وہ یہی ہے کہ جب صلح و آشتی کی ساری تدبیریں ناکام ہو جائیں اور

دشمن کے حملوں سے بچنے کا کوئی راستہ باقی نہ رہ جائے تو اپنے دفاع میں جنگ کی جاسکتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی زندگی میں دفاعی جنگیں ہی لڑی ہیں۔ اس کے علاوہ جو لوگ جہاد کے ذریعہ اسلام کے سلسلے میں غلط فہمی پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں وہ شاید اس حقیقت کی طرف متوجہ نہیں ہوئے کہ اسلام کی نظر میں جنگ کے میدان میں دشمن کے مقابلے میں جو جہاد کیا جاتا ہے وہ سب سے چھوٹا جہاد ہے اور اپنے نفس یعنی "انتر اتما" کے خلاف لڑنے کو "جہاد اکبر" کا نام دیا گیا ہے۔ کیونکہ کھلے دشمن کا مقابلہ آسان ہوتا ہے اور چھپے دشمن سے لڑنا بہت مشکل۔

اسلام کسی کی جان مال یا عزت و آبرو پر حملہ کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ تشدد، سختی، قتل و غارتگری تو بہت بڑی بات ہے اس نے ہر قسم کے ظلم کی کھل کر مذمت کی ہے۔ مظلوم کو بدلہ لینے کا حق تو دیا ہے لیکن یہ سفارش بھی کی ہے کہ بدلہ لینا اور معاف کر دینا دونوں تمہارا حق ہے لیکن معاف کر دینے میں زیادہ لذت محسوس ہوتی ہے۔ اسلام کی نظر میں جنگ چھیڑنا ایک برا عمل ہے اسی وجہ سے کربلا کے میدان میں امام حسین علیہ السلام نے ہر طرح کے ظلم برداشت کئے لیکن لڑائی میں پہل نہیں کی اور جب دشمن کی فوج نے ان پر دھاوا بول دیا تو انہوں نے کربلا کے میدان میں اپنے آخری خطبے میں یہ اعلان کیا کہ "میں نے اچھی باتوں کے پرچار (امر بالمعروف) اور بری باتوں کی روک تھام (نَهی عَنِ المُنکر) کیلئے یہ عظیم قربانی پیش کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

آخر وہ اسلام دہشت گردی کا ساتھ کیسے دے سکتا ہے جس کے دینی رہنما دہشت گردی کا شکار تو ہوئے ہیں لیکن دہشت گردی کو اسلام کا جز نہیں بننے دیا۔ اسلام نے عشق و محبت اور صلح و سلامتی کے جس پیغام کو انسان دوستی کا وسیلہ قرار دیا تھا اس کا تحریک تصوف نے اپنے مخصوص انداز میں پرچار کیا جو بعد میں رونما ہونے والے مذہبی رہنماؤں کی مقدس کتاب کا اٹوٹ حصہ بن گیا چنانچہ گرونانک کی "گُروانی" میں بابا فرید کی تعلیمات آج بھی مختلف مذاہب کی پیروی کرنے والوں کو آپسی میل جول اور پریم و محبت کا پیغام دے رہی ہیں۔

بات صرف مذہبی پیشواؤں کی تعلیمات ہی تک محدود نہیں بلکہ مختلف زبان و ادب کے نامور دانشوروں نے بھی اپنے مضامین اور اشعار کے ذریعہ اسلام میں موجود انسان دوستی کے پیغام کو لافانی

بنانے کی بھرپور کوشش کی ہے تاکہ دنیا ہمیشہ صلح وسلامتی کے اس پیغام سے فائدہ حاصل کرتی رہے۔ چنانچہ ظلم و بربریت اور انسانیت سوزی پر مشتمل دوسری جنگ عظیم کے بعد فاتح ملکوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اقوام متحدہ نامی تنظیم بنائی جائے جس کا مقصد یہ ہو کہ اب دنیا میں پھر ایسی جنگ رونما ہونے پائے اور اگر دنیا کے کسی گوشہ میں دو ملکوں کے درمیان جنگ کی صورتحال پیدا ہو جائے تو یہ تنظیم ان ملکوں کے درمیان صلح و مصالحت کی کوشش کرے۔ اس عالمی تنظیم کی تشکیل کے بعد تمام ممبر ملکوں نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا کہ اقوام متحدہ کی عمارت کے صدر دروازہ پر کوئی چھوٹا سا ایسا ادبی شاہکار کندہ کرادیا جائے جو کسی ملک و قوم دین و مذہب یا جغرافیائی علاقے کی نشاندہی کے بجائے صرف آدمیت کی بات کرتا ہو۔ دنیا کے ماہرین زبان وادب نے انتہائی غور و فکر کے بعد مبلغ انسان دوستی شیخ سعدی کے تین اشعار منتخب کیے جو آج بھی اقوام متحدہ کے دروازہ پر کندہ ہیں اور دنیائے علم ودانش کو یہ پیغام دے رہے ہیں کہ اسلام دہشت گردی کا نہیں بلکہ آدمیت اور انسان دوستی کا علمبردار رہا ہے۔ شیخ سعدی کے یہ اشعار ان کی مشہور زمانہ کتاب گلستاں میں موجود ہیں جس کا مفہوم یہ ہے۔

”آدم کی اولاد آدمی ایک جسم کے مختلف اعضاء کی حیثیت رکھتے ہیں کیونکہ ان کی تخلیق و آفرینش ایک ہی جوہر سے ہوتی ہے۔ جب زمانہ جسم کے کسی ایک حصے کو اذیت پہونچاتا ہے تو سارے اعضاء بدن بے چین و بے قرار ہو جاتے ہیں۔ اگر تو کسی دکھی یا تکلیف زدہ آدمی کو رنجیدہ و غمگین دیکھ کر خود بھی رنجیدہ و غمگین نہیں ہوتا ہے تو یہ مناسب نہیں ہے کہ تیرا نام آدمی رکھا جائے۔

مجھے امید ہے کہ اسلام کا یہ پیغام ساری دنیا میں بالخصوص ہمارے ملک میں صلح وسلامتی اور امن و آشتی کا باعث ہوگا اور اسلام پر بے بنیاد الزام تراشی کا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔

☆☆☆